https://ataunnabi.blogspot.com/

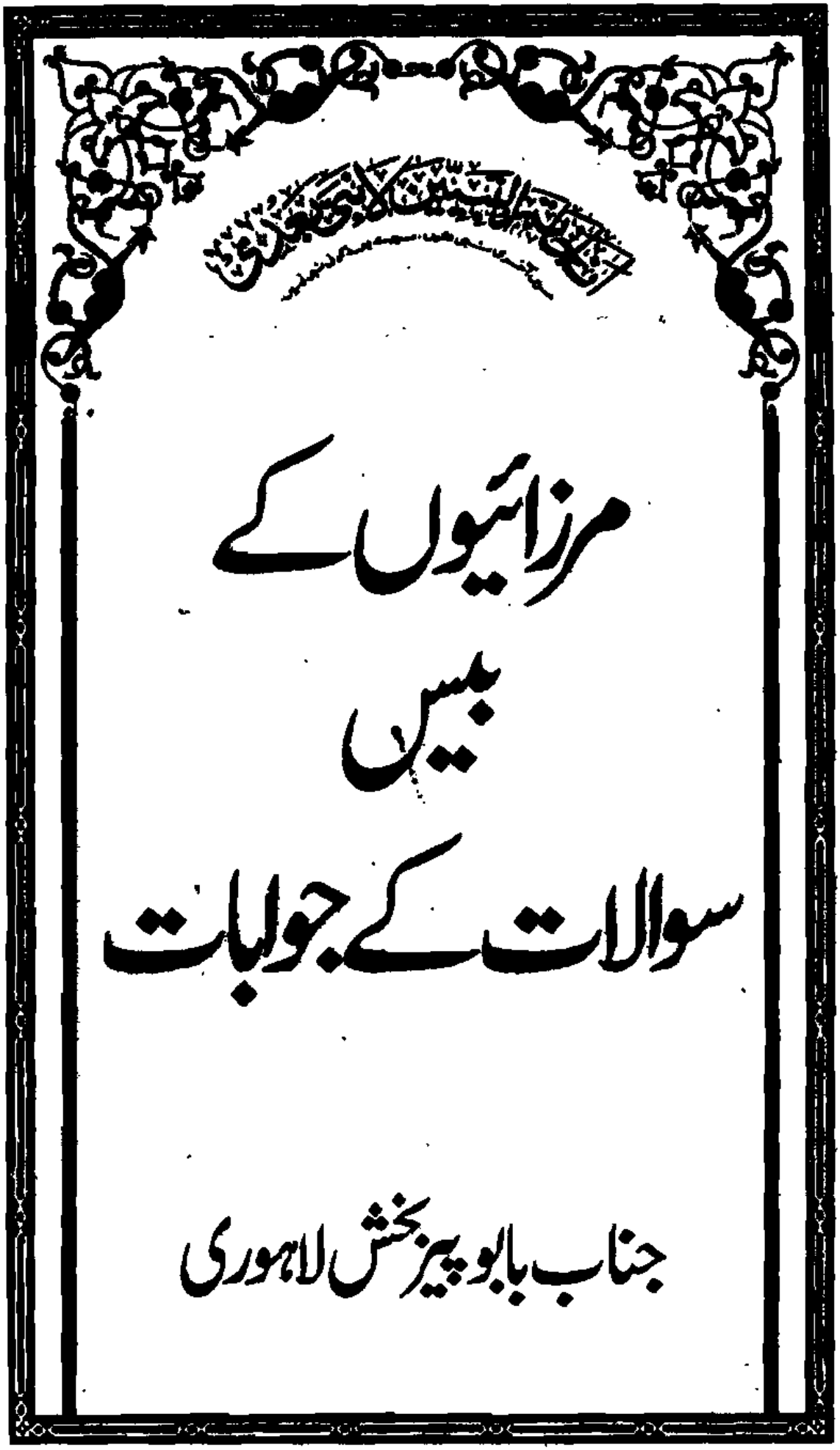

مرزائیوں کے بیس سوالات کے جوابات

جناب بابو پیر بخش لاہوری

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام!

انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے مرزائیوں کے بیس سوالات کا جواب

مولوی محمد علی مرزائی نے ان سوالات کی تمہید میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے معاملہ میں افراط وتفریط سے کام لیا گیا ہے۔ یعنی ایک جماعت نے ان کو نبی ورسول یقین کرنے میں افراط کیا ہے۔ اور وہ قادیانی جماعت ہے جو تمام مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نبی ورسول نہیں کہتے ان کو کافر سمجھتی ہے۔ اور دوسرا گروہ علمائے اسلام اور عوام اہل اسلام کا ہے۔ جنہوں نے مرزا قادیانی کو مجدد نہ مانا اور انکار کر کے مرزا قادیانی سے دشمنی وعداوت کی رو سے ان کی تکفیر کی ہے۔ اسی بناء پر مولوی صاحب مذکور نے اہل اسلام کے علماء سے بیس سوال کئے ہیں۔ جن کا جواب انجمن تائید اسلام لاہور کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ جس میں علمائے اسلام شامل ہیں اور جس انجمن کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی اصغر علی صاحب روحی پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور ہیں۔

مولوی محمد علی لاہوری مرزائی کے تمہیدی مضمون کا جواب تو ہم پہلے مرزا قادیانی کے الہامات اور دعاوی سے دیتے ہیں جن سے ثابت ہے کہ نہ تو قادیانی جماعت کا کچھ قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو نبی ورسول مانا۔ اور نہ علمائے اسلام کا قصور ہے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو کافر کہا۔ کیونکہ اس پر اجماع امت ۱۳ سو برس سے چلا آتا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد جو شخص مدعی وحی ہو وہ کافر ہے۔ پس مرزا قادیانی چونکہ مدعی وحی ونبوت اور رسالت ہیں۔ اس لئے علمائے اسلام نے مرزا قادیانی کو کافر کہا ہے۔

دیکھو الہام مرزا قادیانی جو کہ ان کی کتاب تذکرہ میں ہے: "انك لمن المرسلين" (تذکرہ ص ۴۷۹، طبع سوم) یعنی خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو فرماتا ہے۔ کہ اے مرزا تو رسولوں میں سے ایک رسول ہے۔ دوسرے الہام میں مرزا قادیانی کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قل يآيها الناس انى رسول الله اليكم جميعا" یعنی اے مرزا تم ان لوگوں کو کہہ دو کہ میں اللہ کا رسول ہو کر تمہاری سب کی طرف آیا ہوں۔ یہ الہام مرزا قادیانی کی کتاب (معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج سوم ص ۲۷۰) میں ہے۔ تیسرا الہام۔ یعنی مرزا قادیانی کو خدا فرماتا ہے۔ "قل انما انا بشر مثلكم يوحى الىّ" یعنی اے مرزا تو کہہ دے ان لوگوں کو میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ فرق صرف یہ ہے کہ میں وحی کیا جاتا ہوں۔ (دیکھو حقیقت الوحی ص ۸۱، ج ۲۲ ص ۸۵)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب مولوی محمد علی صاحب فرمادیں کہ اگر قادیانی جماعت نے مرزا قادیانی کو نبی ورسول تسلیم کیا تو مرزا قادیانی کی پیروی کی۔ اور علمائے اسلام نے مرزا قادیانی سے دشمنی کی اور ان کی تکفیر کی تو حق بجانب ہیں۔ کیونکہ بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نبوت ورسالت کا مدعی باجماع امت کافر ہے۔ پس افراط وتفریط کا باعث مرزا قادیانی خود ہی ہیں۔ آپ مرزا قادیانی کے مرید ہوکر ان کی نبوت ورسالت سے انکار کریں تو احمدی نہیں ہیں۔ اور مرزا قادیانی کی مریدی اختیار کرکے ان کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔ تو مسلمان بھی نہیں رہے کیونکہ مدعی نبوت کو سچا ملہم یقین کرتے ہیں اور مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ دوسری طرف حضرت خلاصۂ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ فرمارہے ہیں کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا جس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں۔ اصالتاً نزول فرمائیں گے۔ مگر آپ مرزا قادیانی کے دعوے اور تحریرات اور تاویلات کے مقابل صحیح حدیثات رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ہیں اور من گھڑت اعتراضات کرکے مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو رسول ونبی یقین نہیں کرتے صرف مجدد مانتے ہیں۔ حالانکہ مجدد جس قدر گزرے ہیں۔ کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور سب مجددوں کو اصالتاً نزول عیسیٰ بن مریم کا انتظار رہا۔ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں: ''حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو آسمان سے نزول فرمائینگے تو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شریعت کی متابعت کریں گے۔

(مکتوب ۷۱ دفتر سوم ص ۳۰۵)

اب مجددوں میں ایک مجدد تو بتاؤ جس نے اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا ہوا اور خود مسیح موعود بن بیٹھا۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مرزا قادیانی میں مجدد کے صفات موجود تھے۔ تب تک دعویٰ بے دلیل ہے کسی گوشہ نشین کو جرنیل نہیں کہہ سکتے جب تک اس میں صفات جرنیل نہ ہوں۔ اب ہم مختصر طور پر مجدد کی تعریف جو رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں فرمائی ہے۔ لکھ کر مرزا قادیانی کے ماننے والوں سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی کونسی صفت سے آپ ان کو مجدد کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مجددوں کے برخلاف ہیں۔

۱..... کسی مجدد کو الہام ہوا ہے کہ: ''انت منی بمنزلۃ ولدی''

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹، تذکرہ ص ۵۲۶، طبع سوم)

''انت منی بمنزلۃ اولادی'' (دافع البلاء ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

۲..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ''میں کرشن جی کا بروز یعنی اوتار ہوں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میری زبان اس کی زبان اور میرے کان اس کے کان میرے ہاتھ اس کے ہاتھ بن گئے اور الوہیت میرے میں موجزن ہے (جیسا کہ مرزا قادیانی نے آئینہ کمالات الاسلام ص ۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً میں کہا ہے)

۴..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ کی تندوے کی طرح تاریں ہیں۔“

(توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

۵..... کسی مجدد نے کہا کہ: ”خدا تعالیٰ کے اعضاء ہیں اور انہی اعضاء کے ذریعہ سے وہ تمام کام کرتا ہے۔“ جیسا کہ (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰) میں مرزا قادیانی نے کہا ہے۔

۶..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”دین کے واسطے جہاد حرام ہے۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۷، خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

۷..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ سب نبیوں سے اجتہادی غلطی ہوا کرتی ہے اور اس میں سب ہمارے شریک ہیں۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۳، ملفوظات ج ۱ ص ۴۵۵)

۸..... کسی مجدد نے لکھا ہے کہ: ”حضرت محمد ﷺ نے امت کو سمجھانے کے واسطے خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۴۰۷، خزائن ج ۳ ص ۳۶۱) میں لکھا ہے۔

۹..... کسی مجدد نے حضرت عیسیٰ کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ: ”ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے چہ جائیکہ اسکو نبی قرار دیں۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ضمیمہ انجام آتھم کے حاشیہ ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳ حاشیہ) پر لکھا ہے۔

۱۰..... کسی مجدد نے کہا ہے کہ: ”ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ (غلام احمد) اس کو چھوڑ کر مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (اخبار الحکم ۱۷ جون ۱۹۰۰ء) میں لکھا ہے۔

۱۱..... کسی مجدد نے کہا ہے:

کربلائے است میر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

یعنی کربلا کی سیر مجھ کو ہر وقت ہے اور سو سو حسین میرے گریبان میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایک حسین کیا مجھ کو سو حسین جیسے واقعہ پیش آتے ہیں اور ہر وقت مجھ کو کربلا جیسی مصیبتیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

ناظرین! سچا اور جھوٹا اسی سے پہچانا جاسکتا ہے مگر عقل سلیم درکار ہے۔ مرزا قادیانی قادیان میں امن وامان سے زیر حکومت گورنمنٹ انگریزی عیش وآرام سے زندگی بایں طور بسر کرتے ہیں کہ خس کی ٹٹیاں اور برف کے پانی اور ملذذ ومکلف اور مقوی غذائیں استعمال کرتے ہیں مگر راست گو ایسے ہیں کہ کہتے ہیں کہ میں وہ شخص ہوں بلکہ اس سے سو درجہ زیادہ ہوں جس نے ایک ظالم بادشاہ یعنی یزید کے وقت تمام بال بچوں سمیت تین دن کے پیاسے نے دشت کربلا میں شہادت پائی تھی۔ آپ نے قادیان میں بیٹھے بیٹھے سو حسینؓ کی شہادت پالی حالانکہ درد ونگو کو کبھی ایک سوئی کا زخم بھی نہ لگا اور نہ کبھی کانٹا تک چبھا۔ اسی پر مرزا قادیانی کی دوسری باتوں کو ان کی راستی پر قیاس کرلو۔ ایسی عیش وآرام کی زندگی جو کسی امیر الامراء کو بھی نصیب نہ ہو کہ جس راستہ سے مرزا قادیانی گزریں وہ عطر سے معطر ہو جائے۔ اور بید مشک وکیوڑہ کی وہ کثرت استعمال کہ گاگروں کی گاگریں ہضم کی جاویں اور حکیم نورالدین کی ایجاد کردہ یاقوتیاں اور عنبر وغیرہ کا استعمال کرتا ہوا جو شخص شہید کربلا بن جاوے اگر وہ رسول ونبی بھی اسی راست گوئی کے ذریعہ بن بیٹھے تو ''ہر کہ شک آرد کافر گردد'' نہ ہو تو اور کیا ہو۔ مختصر یہ کہ مرزا قادیانی کے افعال واقوال والہامات مجددوں کے برخلاف ہیں تو پھر مرزا قادیانی مجدد کس طرح ہوئے؟ ''برعکس نہند نام زنگی کافور'' نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت خلاصہ موجودات محمد رسول ﷺ نے مجدد کی خود صفت بیان کردی ہے۔ ''من یجدد لھا دینھا'' یعنی مجدد وہ ہے جو دین کو تازہ کردیا کرے گا پس اگر مرزا قادیانی نے دین محمدی کو جو صحابہ کرامؓ وسلف صالحینؒ کے وقت تھا تازہ کیا ہے تو بیشک مجدد ہو سکتے ہیں اور اگر مرزا قادیانی نے بجائے تجدید دین کے بدعات اور باطل مسائل جن کو قرآن اور شریعت محمدی نے باطل قرار دیا۔ ان مسائل کو دین اسلام میں داخل کیا تو پھر وہ کسی طرح مجدد کا لقب نہیں دیئے جاسکتے۔

مرزا قادیانی نے مفصلہ ذیل باطل عقائد ومسائل اسلام میں داخل کئے ہیں۔

۱..... ابن اللہ کا مسئلہ جو قرآن شریف کے صریح برخلاف ہے۔

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۲..... اوتار وبروز کا مسئلہ جو شریعت محمدی کے رو سے مردود ہے۔

(کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶)

۳..... حلول کا مسئلہ جو بالکل باطل عقیدہ ہے اور شان خداوندی کے برخلاف کہ غیر محدود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

واجب الوجود ہستی ایک محدود ممکن الوجود ہستی میں داخل ہو اور سما سکے۔

(کتاب البریہ ص ۷۶، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲)

۴..... مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) میں لکھا ہے کہ مجھ کو تمثیلی طور پر خدا کی زیارت ہوئی اور میں نے پیش گوئیوں پر دستخط کرائے۔ اور خدا نے قلم جھاڑا تو سرخی کے چھینٹے میرے کرتے اور عبداللہ کے ٹوپی پر پڑے۔ کرتہ تیر کا موجود ہے۔

۵..... ''خدا تعالیٰ کے اعضاء اور عضو اور بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر اور تیندوے کی طرح بے شمار تاروں کا ہونا۔'' (توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

غرض مرزا قادیانی مجدد ان معنوں میں کہ انہوں نے اسی دین کو تازہ کیا جو رسول اللہ ﷺ کے وقت میں تھا ہرگز درست نہیں۔ ہاں اگر مجدد کے معنے نیا دین بنانے والا اور باطل دینوں کے مسائل کو اسلام میں داخل کرنے والا ہوں تو مرزا قادیانی ضرور مجدد ہیں۔ کیونکہ ہندوؤں کے اوتار اور تناسخ و بروز کے مسئلہ کو اسلام میں داخل کیا۔ اور عیسائیوں کی الوہیت اور ابنیت اور تجسم خدا کے مسائل کو اسلام میں داخل کر کے اسلام کو بگاڑا۔ تو اس صورت میں وہ پولوس محمدی کہلا سکتے ہیں۔ کیونکہ جس طرح پولوس نے مسیحی دین میں عیسوی دین کے خیر خواہ ہونے کے لباس میں کفر و شرک کے مسائل عیسوی دین میں داخل کئے ایسا ہی مرزا قادیانی نے اسلام کی حمایت کے بہانہ سے اسلام میں کفر و شرک کے مسائل داخل کئے پس مرزا قادیانی کو مجدد کہنا گندم نمائی اور جو فروشی ہے۔ کسی بخیل کو سخی اور کسی دروغگو کو راست باز نہیں کہہ سکتے۔ ایسا ہی کسی مفسد دین کو مصلح دین و مجدد دین نہیں کہہ سکتے۔ یا مولوی صاحب بتائیں کہ مرزا قادیانی نے کونسی سنت نبوی کو جو مردہ تھی تازہ کیا اور کونسے مسائل اسلام کی تجدید کی۔ اگر کوئی تجدید نہیں کی (اور یقیناً نہیں کی) تو پھر وہ مجدد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ بلا دلیل کوئی دعویٰ قابل قبولیت نہیں جو کچھ مرزا قادیانی نے کیا اپنی دکان پیری مریدی چلانے کی خاطر کیا۔ کوئی خدمت اسلام نہیں کی۔ وفات مسیح اس غرض سے ثابت کرتے رہے کہ میں مسیح موعود مانا جاؤں اس کو خدمت اسلام کہنا غلط ہے۔ یہ بھی غلط ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت میں ہی جوش ہے۔ ہر ایک کاذب مدعی جو امت محمدی میں گزرا ہے۔ سب نے حمایت اسلام کا بہانہ بنا کر مرید بنائے اور ان میں اس قدر جوش تھا کہ مرزائیوں میں اس کا پاسنگ بھی نہیں۔ محمد علی باب کے مریدوں میں اس قدر جوش تھا کہ بادشاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اور سید محمد جونپوری مہدی کے مرید اس قدر جوشیلے تھے کہ جس نے انکار کیا اس کو قتل کر دیتے۔ پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی میں جوش تھا۔ اب مولوی صاحب کے ہر ایک سوال کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جواب دیا جاتا ہے۔

سوال اوّل..... ”کیا یہ حدیث مجدد والی موضوع ہے۔ اور حضرت مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ صاحب جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے الہام پا کر مجددیت کا دعویٰ کیا وہ سب مفتری تھے۔ اور مرزا غلام احمد کے سوا مجدد ہونے کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا اس لئے مرزا قادیانی سچے مجدد ہیں۔“

الجواب..... مرزا قادیانی میں مجدد کی کوئی صفت نہیں۔ حدیث میں مجدد کی تعریف رسول اللہ ﷺ نے خود فرما دی ہے کہ تا کہ امت ٹھوکر نہ کھاوے۔ اور وہ صفت یہ ہے کہ ”دین کو تازہ کرے گا“ برخلاف اس کے مرزا قادیانی نے دین کو خراب کیا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور جب مرزا قادیانی میں مجدد کی صفت نہیں تو وہ مجدد نہ ہوئے۔ مجدد الف ثانی وشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہم کا آپ نے خود ہی نام لکھا ہے تو کیا ان مجددوں نے کبھی دعویٰ رسالت ونبوت کا کیا ہے؟ کیا ان کو بھی قرآن کی آیات میں مخاطب کر کے کہا گیا کہ ”انك لمن المرسلين“ اگر نہیں (اور یقیناً نہیں) تو ثابت ہوا کہ وہ مجدد نہ تھے کہ ان کو قرآن کی آیات دوبارہ نازل نہ ہوئیں یہ مرزا قادیانی ایسے مجدد نہیں۔

سوال ۲..... یہ کہ: ”مرزا قادیانی کے سوا اگر کسی ایک نے بھی روئے زمین پر دعویٰ مجدد ہونے کا کیا ہے تو اس کا نام بتاؤ؟“

الجواب..... مرزا قادیانی نے مجدد ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے اس مجددیت سے بھی ان کی مراد نبوت ورسالت ہی ہے۔ کیونکہ وہ (ضرورۃ الامام ص ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵) پر لکھتے ہیں کہ امام زمان ومجدد نبی ورسول کے ایک ہی معنے ہیں۔ اصل عبارت مرزا قادیانی ”یاد رہے کہ امام زمان کے لفظ میں نبی رسول محدث مجدد سب داخل ہیں“ اور اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ میں امام زمان ہوں۔ اس قسم کا دعویٰ تو بیشک مرزا قادیانی نے ہی کیا ہے یا مسیلمہ کذاب واسود عنسی وغیرہم مدعیان نبوت نے کیا تھا۔ ہاں جائز مجدد مخبر صادق ﷺ کے فرمان کے مطابق ضرور کوئی نہ کوئی ہوگا۔ اگر آپ کو اس کا علم نہ ہو تو یہ عدم مجدد کی دلیل نہیں۔ کیونکہ عدم علم شے عدم وجود شے کی دلیل نہیں۔ سنو ہم آپ کو بتاتے ہیں۔ سوڈان میں محمد احمد سوڈانی نے مرزا قادیانی سے پہلے بموجب حدیث کے صدی کے سر پر ماہ مئی ۱۸۸۱ء میں دعویٰ مجدد ہونے کا کیا۔ (مذاہب اسلام ص ۷۹۶)

اخبار پایونیر میں لکھا ہے کہ محمد احمد نے مجدد ہونے کا دعویٰ ۱۸۸۱ء میں کیا۔

اگر کہا جائے کہ ہندوستان میں بتاؤ۔ تو وہ بھی سن لیجئے۔ نواب صدیق حسن خان صاحبؒ والی بھوپال کو مجدد مانا گیا کیونکہ احیائے دین میں وہ کوشش کی، کہ کئی سو کتاب احیائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سنت نبوی میں تالیف کیں۔ اور طبع کرا کر مفت تقسیم کیں۔ دوسرے صاحب مولانا احمد رضا خان صاحبؒ بریلوی مجدد زمانہ تھے ان کی ہر ایک کتاب کے سرورق پر لکھا جاتا تھا۔ "مجدد زمانہ" اور انہوں نے اسلام کی حمایت میں دو سو سے اوپر کتابیں مخالفین کی رد میں لکھیں۔ تیسرے صاحب مولانا مولوی محمد علی صاحب مونگیریؒ ہیں جنہوں نے آریوں اور عیسائیوں کی رد میں بہت سی کتابیں لکھیں اور مفت تقسیم کیں۔

مجالس الابرار میں لکھا ہے کہ علمائے زمان جس کو ناقد احادیث نبوی سمجھیں اور جو علم وفضل برآمد علمائے زمانہ ہو اس کو علماء خود مجدد تسلیم کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو علمائے زمانہ نے قرآن اور احادیث سے ناواقف مانا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کسی اسلامی درسگاہ کے سند یافتہ نہ تھے۔

پس یہ غلط ہے کہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی مجدد نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے ہمعصر چار مجدد تو صرف ہندوستان میں ہوئے۔ علی ہذا القیاس دوسری ولایتوں میں بھی اس صدی کے کئی مجدد ہوں گے۔ اگر مولوی محمد علی (مرزائی) کو معلوم نہیں تو ان کا عدم علم مجدد وجود مجدد کے عدم پر دلیل نہیں ہوسکتا۔

جس پریشان طریق سے مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا ہے کہ میں مجدد ہوں۔ امام زماں ہوں۔ نبی ہوں۔ رسول ہوں۔ رجل فارسی ہوں۔ مسیح موعود ہوں۔ مریم ہوں۔ آدم ہوں۔ کرشن ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طریق سے تو کسی نے دعویٰ نہیں کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مجدد نہ تھے۔

مرزا قادیانی کے ہمعصر محمد احمد سوڈانی، ملا سالی لینڈ، امام یحییٰ، شیخ ادریسی اور یحییٰ عین اللہ مدعیان مہدویت تھے۔ مولوی صاحب نے لکھ تو دیا کہ روئے زمین پر کسی نے دعویٰ مہدویت ومجددیت نہیں کیا۔ مگر انہیں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ مرزا قادیانی کے سامنے ہی کتنے ایک مدعیان موجود تھے جن کے مرید جو شیلے اور ان کے بعد ان کے مذاہب کو ترقی دے رہے ہیں۔ مولوی صاحب کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اسلامی دنیا میں روم وروس شام وترکستان اور عربستان وغیرہ وغیرہ میں کوئی مجدد نہیں لہٰذا مرزا قادیانی کو ضرور ہی مجدد مان لو اور لطف یہ ہے کہ ہندوستان تک ہی آپ کی معلومات محدود ہے کیا مجدد الف ثانیؒ وشاہ ولی اللہ صاحبؒ جس زمانہ میں ہوئے وہ کل دنیا کے لئے کافی تھے؟

ہرگز نہیں پس یہ غلط ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی کے سوا کوئی مدعی نہیں۔ اس واسطے مرزا قادیانی کو ہی مجدد مان لو۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ انہیں بھولنا نہ چاہئے کہ: "محال است

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ ہنرمنداں بمیرند و بے ہنراں جائے ایشاں گیرند"

یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی لائق نہ ہو تو خواہ مخواہ کسی نالائق کو ہی مجدد مان لو حالانکہ وہ بجائے اصلاح دین کے دین کی خرابی کرتا ہو۔

سوال ۳..... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اصالتاً تشریف لائیں گے تو وحی نبوت لائیں گے یا نہ لائیں گے اگر لائیں گے تو ختم نبوت ٹوٹے گی۔ اور اگر وحی نبوت نہ لائیں گے تو نبوت و وحی سے معزول ہوں گے۔

الجواب..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وحی نبوت نہ لائیں گے۔ کیونکہ بحکم قرآنی "اکملت لکم دینکم (مائدہ:۳)" دین کامل ہے اور وحی نبوت کی حاجت نہیں۔ بلاضرورت کام کرنا شان خداوندی کے خلاف ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معزولی آپ نے خوب سمجھی کہ اگر کسی نبی پر وحی رسالت نہ آوے تو وہ نبوت سے معزول سمجھا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ۔ آپ کی اس ایجاد بندہ سے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی کبھی عہدہ نبوت پر بحال اور کبھی اس سے بھی معزول ہوتے ہوں گے۔ کیونکہ حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ کتنی کتنی مدت تک وحی کا آنا موقوف رہتا تھا۔ اس وقت مولوی محمد علی جیسے فاضل، رسول اللہ ﷺ کو نبوت کے عہدہ سے معزول سمجھتے ہوں گے۔ افسوس! مولوی صاحب نے مرزا قادیانی کی تقلید میں اعتراض تو کر دیا مگر نہ سمجھے کہ یہ اعتراض کسی سند شرعی سے نہیں کیا گیا۔ ایک نبی دوسرے نبی کی پیروی کرے تو اس کی اپنی نبوت بحال رہتی ہے۔ شریعت موسوی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماتحت حضرت ہارون علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت نبی گزرے اور کسی پر وحی رسالت و نبوت نازل نہ ہوئی ہو۔ کیا وہ نبوت سے معزول ہو گئے تھے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر کس قدر پھیکی بات ہے کہ اگر وحی رسالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نہ آئی اور وہ شریعت محمدی ﷺ پر عمل کریں گے تو ان کی نبوت جاتی رہے گی۔

سوال ۴..... کیا نبوت کا کوئی کام باقی ہے جس کے کرنے کے لئے حضرت مسیح کو زندہ رکھا گیا اور محمد ﷺ سے وہ کام نہ ہوسکا اور ان سے تکمیل نہ ہوسکی جس کی عیسیٰ علیہ السلام تکمیل کریں گے؟

الجواب..... رسول اللہ ﷺ بہتر جانتے تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے مہر نبوت ٹوٹتی ہے یا نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت بھی جاتی ہے یا نہیں۔ اور میرا کامل دین اسلام عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے ناقص ہوتا ہے یا نہیں۔ حضرت خلاصۂ موجودات ﷺ کی فراست کے مقابلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ہماری عقلوں کا کیا منصب ہے کہ ہم اعتراض کریں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے دین اسلام ناقص ہوگا۔ چونکہ یہ اعتراض ایک عقلی ڈھکوسلا ہے اس واسطے ہم اس کا جواب عقلی دلائل سے دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی علت غائی احکام دین اسلام کی تنسیخ یا شریعت محمدی کی کمی پوری کرنی نہیں۔ دیکھو قرآن مجید فرمارہا ہے کہ: "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)" یعنی مسیح کی موت سے پہلے اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور صلیب توڑیں گے۔ الخ۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود اور نصاریٰ کی اصلاح کے واسطے آئیں گے۔ اور نہ کہ دین اسلام اور امت محمدی کی اصلاح کے واسطے۔

سوال ۵..... حضرت عیسیٰ کا کام کوئی مجدد کیوں نہیں کرسکتا؟

الجواب..... چونکہ مجدد صاحب حکومت وجلال نہیں ہوتا اور اسلامی امت کا وہ صرف ایک فرد ہوتا ہے اس لئے اس کا کہنا صرف مسلمانوں پر ہی اثر کرتا ہے اور ارادہ خداوندی میں کسر صلیب واصلاح یہود ہے۔ اس لئے (اسی پیغمبر کو جسے ایک گروہ خدا بنا کر گمراہ ہوا۔ اور دوسرا گروہ جس نے "انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم (نساء:۱۵۷)" کا اعتقاد رکھا اور اس کی نبوت سے انکار کیا جب وہ زندہ خود ہی آسمان سے اتر کر انکو سمجھا دے گا تو وہ آسانی سے سمجھ جاوینگے اور ایسا کھلا معجزہ اور کرشمہ قدرت دیکھ کر سب اہل کتاب یہود ونصاریٰ ایمان لے آئیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ "وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹)" یہ کہاں لکھا ہے۔ کہ امت محمدی کی اصلاح کے واسطے آئینگے۔ حدیثوں میں بصراحت موجود ہے کہ حضرت مہدی فتنہ سفیان کو دور کرنے کی غرض سے آئینگے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کے قتل کے واسطے اور صلیب کے توڑنے کے لئے آئینگے۔ آپ کے پاس کوئی سند شرعی ہے تو اس کا حوالہ دو ورنہ اپنے قیاس سے اعتراض کرنا دینداری کے برخلاف ہے۔ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبی تبلیغ دین کرتے تھے۔ اسی طرح میرے علماء امت تبلیغ دین کیا کریں گے۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ نہیں کہ علمائے امت بنی اسرائیل کے نبیوں کے ہم مرتبہ ہوں گے یا کسی قسم کی نبوت کے مدعی ہوں گے۔

سوال ۶..... آنحضرت ﷺ کی قوت قدسی نے بڑے بڑے عظیم الشان آدمی پیدا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سا کام کرنے والے پیدا نہیں کر سکتی؟

الجواب..... حضرت خاتم النبیین کی قوت قدسی کے ذریعہ سے تو بیشک بڑے بڑے عظیم الشان انسان پیدا ہوئے اور ہوتے رہینگے۔ جو اشاعت اسلام کا کام کریں گے۔ مگر چونکہ عیسائیوں اور یہودیوں کا اختلاف تھا۔ عیسائی کہتے تھے کہ مسیح دوبارہ اخیر زمانہ میں اس دنیا میں آئینگے۔ اور زندہ آسمان پر ہیں اور یہود کہتے تھے کہ ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو قتل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ فیصلہ کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ اور صنعت تلمیح کے طور پر "بل رفعہ اللہ الیہ (نسلہ:۱۵۸)" فرما کر ساتھ ہی "فاسئلوا اھل الذکر (انبیاء:۷)" فرمادیا یعنی مفصل کیفیت رفع ونزول کی اہل کتاب سے پوچھو۔

پس چونکہ حدیثوں میں اناجیل کے موافق بتایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اخیر زمانہ میں اصالتاً نزول فرمادیں گے۔ اور اہل کتاب ان پر ایمان لائیں گے۔ اور جیسا کہ انجیل میں جلال کے ساتھ آنا لکھا ہے ایسا ہی حضور علیہ السلام ﷺ نے بھی فرمایا کہ مسیح علیہ السلام حاکم عادل ہو کر آئیں گے۔ اور یہود ونصاریٰ کا فیصلہ کریں گے۔ یہ بالکل غلط تاویل ہے کہ نزول مسیح کا مسئلہ پیش گوئی ہے اور پیشین گوئیاں استعارہ کے رنگ میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ نزول مسیح کا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا ہے نہ کہ پیش گوئی کی ہے۔ پیش گوئی وہ ہوتی ہے جو کسی وجود کے ظہور سے پہلے کی جائے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور سرور عالم ﷺ سے چھ سو برس پہلے دنیا میں آکر آسمان پر جا چکے تھے اور یہ تمام حالات آسمانی کتاب انجیل میں جو حضور علیہ السلام کے وقت موجود تھی مذکور تھے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وحی پا کر یہ فیصلہ دیا کہ بیشک عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں اور وہ اخیر زمانہ میں دوبارہ آئیں گے۔

اس فیصلہ نبوی ﷺ کے سامنے تمام امت کا سر خم چلا آیا ہے اور ۱۳ سو برس سے اس پر اجماع امت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اصالتاً ہوگا۔ محالات عقلی کہہ کر اگر آج نزول مسیح علیہ السلام سے انکار کیا جاتا ہے۔ تو کیوں قیامت اور حشر ونشر وعذاب قبر وسورج کے مغرب سے نکلنے وغیرہ علامات قیامت سے محالات عقلی سمجھ کر انکار نہ کیا جائے۔ جن کا ذکر مخبر صادق ﷺ نے حدیثوں میں فرمایا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی علامات قیامت سے ہے اور جو محال عقلی نزول عیسیٰ علیہ السلام میں ہے وہی محال عقلی قیامت اور اس کی دیگر علامات میں بھی ہے۔

اور اگر اصالتاً نزول عیسیٰ علیہ السلام سے انکار ہے اور نزول بروزی مراد لیا جاتا ہے تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قیامت سے بھی آپ کی مراد بروزی قیامت ہوگی جس کا دوسرا نام تناسخ ہے اور یہ صریح کفر ہے کہ قیام قیامت سے انکار کیا جاوے۔ اگر اصالتاً نزول باطل تھا تو قرآن شریف دوسرے عقائد ابن اللہ کی طرح اس کو بھی باطل قرار دے دیتا۔ اس قدر حدیثوں میں ذکر کی کیا ضرورت تھی؟

سوال ۷..... کیا اس بات میں امت محمدیہ کی جو خیر الامت ہے ہتک نہیں ہے کہ اصلاح امت محمدیہ کے لئے ایک نبی آوے۔ امت میں کوئی لائق نہیں کہ اصلاح کرے۔ اور خدا کو نبی بھیجنا پڑا؟

الجواب..... حدیث میں ہے کہ مسلمانوں کا امام عرض کرے گا کہ جماعت کروایئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں اور آپ مسلمانوں کے امام کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ یہ امت محمدی کا فخر ہے اور عزت ہے کہ اس میں ایک اولوالعزم پیغمبر شامل ہوتا ہے اور دعا سے شامل ہوتا ہے۔ دیکھو انجیل برنباس۔ ''اے اب بخشش والے اور رحمت میں غنی تو اپنے خادم (عیسیٰ) کو قیامت کے دن اپنے رسول کی امت میں ہونا نصیب فرما۔'' (فصل ۲۱۲ ص ۱۹۴)

اب بتاؤ کہ یہ امت محمدیہ کی ہتک ہے یا علو درجہ کا ثبوت ہے۔ کہ ایک نبی دعا کرتا ہے کہ اے خدا مجھ کو امت محمدی میں ہونا نصیب فرما۔ دوم! کس قدر عالی مرتبہ اس امت کا ہے کہ عیسائیوں کا خدا اس کا ایک فرد ہو کر آتا ہے۔ مگر تعصب بھری آنکھ کو یہ عزت ہتک نظر آتی ہے۔ سچ ہے۔

کسے بدیدہ انکار گر نظر بکند
نشان صورت یوسف دہد بنا خوبی

بلندی شان محمدی ﷺ آپ کو ہتک نظر آتی ہے۔ یہ نظر کا قصور ہے۔ آہ۔ کس قدر کج فہمی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے سے تو ہتک ہے۔ مگر عیسیٰ کے بروز کے آنے سے ہتک نہیں۔ حضرت اس کی کیا ضرورت ہے کہ محمدی صفت نہ آوے اور عیسیٰ صفت آوے۔ عیسیٰ صفت تو عیسائیوں کے لئے آنا چاہئے۔ پس مرزا قادیانی عیسیٰ صفت کیوں ہوں؟ خود عیسیٰ علیہ السلام ہی امتی ہوں تو امت کی فضیلت ہے۔

سوال ۸..... کیا ختم نبوت کے مقابل جو محکمات قرآنی و حدیثی پر مبنی ہے ضروری نہیں کہ ایک پیش گوئی کی تاویل کی جائے؟

الجواب..... یہ پیش گوئی نہیں رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ ہے۔ اور فیصلہ عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نبی ناصری کی بابت ہے۔ اگر اس فیصلہ سے انکار کر کے مرزا غلام احمد کو مسیح موعود مانا جاوے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو محمد رسول اللہ ﷺ کی سخت ہتک ہے کہ حضور کے دربار میں تنازعہ تو ہو مسیح ناصری کا اور آپ فیصلہ ایک مغل کے حق میں صادر کریں کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نہیں آئے گا۔ بلکہ میری امت میں سے ایک مغل غلام احمد مسیح کی صفات پر آئے گا۔ یہ ایک ایسا خلاف عقل فیصلہ ہے کہ جس سے (نعوذ باللہ) جج کی نالائقی ثابت ہوتی ہے۔ دوم! پیش گوئی تب ہوتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود پہلے نہ ہوتا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ سو برس پہلے ہو گزرا اور اس کی کتاب وامت موجود ہے اور وہ خود فرما گئے کہ میں دوبارہ آؤں گا۔ دیکھو آیت ۲۸۔ انجیل یوحنا۔ ''تم سن چکے ہو کہ میں نے تم کو کہا کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔'' اس انجیل کے بیان سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی پھر دوبارہ آئیں گے۔ لہٰذا یہ پیش گوئی نہیں پھر اس کو پیش گوئی کہنا دھوکہ دہی ہے۔ یا نعوذ باللہ یہ ماننا پڑے گا کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جس کا قرآن نے بارہا ذکر کیا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی ہوا ہے۔ اس کے معنے نہ تو رسول اللہ ﷺ سمجھے اور نہ خود خدا ہی سمجھا۔ اور اب وہ معلوم ہوئے کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے مراد قرآن کی مرزا غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے۔ سوم! انجیل میں کس نبی کا نزول مذکور ہے۔ نبی ناصری کا یا نبی قادیانی کا۔ اگر انجیل اور قرآن میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور نبی اللہ اور روح اللہ کے معنی وہی نبی ناصری ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ نزول کے وقت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام و نبی اللہ و اخی عیسیٰ کے معنی بدل کر غلام احمد ان کے معنے کئے جائیں۔ چہارم! ختم نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالۃً نزول سے بالکل سلامت رہتی ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے چھ سو برس پہلے نبوت مل چکی ہے۔ البتہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود نبی اللہ ماننے سے ختم نبوت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت سے بعد کے نبی ماننے پڑتے ہیں۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تو ختم نبوت سے پہلے کے ہیں ان کے آنے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔

سوال ۹..... اس امت کے تمام بزرگوں کے مزکی اور معلم تو محمد رسول اللہ ﷺ ہیں لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد آنحضرت ﷺ معلم و مزکی نہ رہیں گے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معلم و مزکی ہوں گے۔

الجواب..... جب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے تو پھر یہ اعتراض غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب شریعت محمدی پر عمل کریں گے اور کرائینگے تو پھر سب کے مزکی و معلم محمد ﷺ رہیں گے جن کی تعلیم پھیلے گی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ (مریدان مرزا) صاحبان جو مرزا قادیانی کی تعلیم پھیلاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی فوت ہو چکے ہیں کیا آپ کے تعلیم پھیلانے سے مرزا قادیانی احمدیت کے بانی اور احمدیوں کے معلم نہیں رہے؟ اس کا جواب اثبات میں ہی دیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول جب شریعت محمدی کے تابع ہوں گے۔ تو پھر سب کے مزکی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے۔ بلکہ ایک پہلو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معلم بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہوں گے جن کے دین کی اشاعت بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کریں گے۔

سوال ۱۰..... پادری کا سوال ہے کہ دجال کا فتنہ فرو کرنے کے لئے اخیر زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرماویں گے اور دجال کے فتنہ کو دور کریں گے تو محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل متصور ہوں گے اور اس طرح محمد ﷺ آخری نبی نہیں رہتے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے مثیل مسیح مراد لیں جیسا کہ انجیل میں فیصلہ ہے کہ الیاس کی دوبارہ آمد سے یوحنا یعنی یحییٰ اسکا مثیل مراد ہے تو یہ اعتراض اٹھ جاتا ہے؟

الجواب..... پادری کا جواب تو کئی دفعہ ہو چکا ہے صرف آپ کی تسلی کے واسطے بار بار کہنا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ آخری نبی تو محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بعد نزول شریعت محمدی کے تابع ہوں گے تو اس میں شان محمد ﷺ دوبالا ہوگی کیونکہ عیسائیوں کا خدا محمد ﷺ کی تابعداری کرتا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ پر بعد نزول کوئی فضیلت نہ ہوگی۔ کیونکہ جو فرق تابع اور متبوع میں ہوتا ہے وہی فرق شان احمدی اور شان عیسوی میں ہوگا۔

آپ کا یہ اعتراض کہ جو فتنہ دجال کو دور کرے گا وہ محمد ﷺ سے افضل سمجھا جائے گا۔ غلط ہے۔ ورنہ آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل ہیں۔ کیونکہ آپ کے زعم میں مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور ان کے وقت میں فتنہ دجال دور ہوا۔ آپ کا اعتراض تو بحال رہا۔ بلکہ زیادہ ہتک ہے کہ جو کام محمد ﷺ سے نہ ہو سکا وہ غلام احمد قادیانی نے کیا پس وہی افضل نبی ہوا۔ نبی کا کام اگر نبی کر دے تو کوئی ہتک نہیں کیونکہ انبیاء علیہم السلام آپس میں بھائی ہیں۔ اگر ان کا کام غلام اور امتی ہی کرے تو بہت ہی ہتک ہے۔

جواب دیتے وقت یہ امر ذہن میں حاضر کر لیں کہ ایلیا کے یوحنا (یحییٰ) میں ہونے کی تردید حکیم نورالدین خود کر چکے ہیں۔ وھو ھذا۔ "یوحنا اصطباغی کا ایلیا میں ہونا بالکل ہندوؤں کے مسئلہ اواگون کے ہم معنے یا اس کا نتیجہ ہے۔" (فصل الخطاب ص ۱۳۴ مصنفہ حکیم نورالدین)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اب بتاؤ آپ کا کہنا تسلیم کریں یا مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور دین کا جو کہ ایلیا کے یوحنا میں آنے کو اداگون یعنی تناسخ کہتے ہیں۔ اخیر فیصلہ قرآن شریف کو دیکھ لو جو سورہ مریم میں ہے۔ "یازکریا انا نبشرك بغلام نِ اسمه یحی۔ لم نجعل له من قبل سمیا "یعنی "اے زکریا ہم تم کو ایک بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے اور جسے یوحنا کہتے ہیں اور پہلے اس نام کا ہم نے کبھی کوئی آدمی نہیں پیدا کیا۔" اور انجیل کے اس بیان کی تصدیق کہ یحییٰ نے کہا میں ایلیا نہیں ہوں۔ قرآن شریف بھی تصدیق کرتا ہے کہ یحییٰ کبھی پہلے نہیں پیدا کیا گیا۔ اور ایلیا پہلے پیدا ہو چکا تھا۔

اب تو روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ یوحنا یعنی یحییٰ مثیل و بروز ایلیا نہ تھا۔ اور انجیل کے جس بیان کی قرآن تصدیق کرے۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسی کو قبول کریں۔ پس اگر آپ قرآن کے پیرو ہیں تو یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ ایلیا یوحنا میں آیا۔

مثیل مسیح تو مرزا قادیانی سے پہلے کئی گزر چکے ہیں کیا سب میں نزول عیسیٰ بروزی رنگ میں ہو چکا یا نہیں۔ اگر بروز کا مسئلہ درست ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ پہلے مدعیان مسیحیت جھوٹے سمجھے جائیں اور مرزا قادیانی سچے مسیح موعود سمجھے جائیں کوئی معیار امتیاز قائم کریں۔

تورات سلاطین ۲ باب ۲ آیت ۱۵ ظاہر کرتی ہے کہ ایلیا الیسع میں آچکا۔ اصل عبارت یہ ہے۔

"اور جب ان انبیاء زادوں نے جو یریحو سے دیکھنے نکلے تھے اسے دیکھا تو بولے ایلیا کی روح الیسع پر اتری اور وے اس کے استقبال کو آئے اور اس کے سامنے زمین پر جھکے۔"

پس حضرت مسیح کا یہ ہرگز فیصلہ نہیں ہے۔ یہ صرف عیسائیوں کی تحریف ہے کہ یہودیوں کا اعتراض رفع کرنے کے لئے انہوں نے یہ فقرہ الحاق کر دیا۔ ورنہ ممکن نہیں کہ مسیح و یحییٰ جو کہ دونوں نبی ہیں ایک کا کہنا بھی جھوٹ ہو۔ کسی مسلمان کا ایمان اجازت نہیں دیتا کہ یوحنا نے غلط کہا کہ میں ایلیا نہیں ہوں۔ یا مسیح نے غلط کہا کہ یوحنا ایلیا ہیں۔ ہر حال میں یہی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ فقرہ "ایلیا یوحنا ہے" الحاق کیا گیا ہے۔ اگر یوحنا ایلیا ہوتا تو قرآن یہ نہ فرماتا کہ "ہم نے ایسے نام کا آدمی پہلے دنیا میں نہیں بھیجا۔" مرزا قادیانی اپنے مثیل مسیح ہونے کی خاطر انجیل اور قرآن کے متفقہ بیان سے انکار کر کے محرف انجیل کا سہارا لیتے ہیں۔ اور آپ غلطی پر ہیں کہ مرزا قادیانی کو مسیح موعود یقین کرتے ہیں۔ کیونکہ مسیح موعود عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ اور رسول اللہ ہیں اور مجدد کبھی اس درجہ کا نہیں ہوتا۔ اگر کسی مجدد نے کہا ہے کہ میں مسیح نبی اللہ ہوں تو بتائیں؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال ۱۱..... حدیثوں میں مسیح کے دو حلیے بیان ہوئے ہیں۔ دو حدیثوں میں گورا رنگ والہ اور گھنگریالے بال۔ اور دوسری دو حدیثوں میں گندمی رنگ اور سیدھے بال حلیہ بیان کیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ ہیں۔

الجواب..... حدیثوں کا بیان راویوں کے بیانوں پر منحصر ہے۔ ان کی تطبیق کچھ مشکل نہیں۔ علماء اسلام نے یہ تطبیق دی ہے کہ گندمی رنگ اور گورا رنگ ایک ہی ہے۔ جب انسان خوش ہو تو رنگ سرخ دکھائی دیتا ہے ورنہ دونوں رنگ ایک ہی ہیں ایسا ہی لمبے بال کانوں تک ہوں تو مڑ جاتے ہیں۔ یہ راویوں کے بیان میں اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف سے یہ استدلال غلط ہے کہ جن کے حلیہ میں اختلاف ہو وہ دو تین الگ الگ شخص سمجھے جائیں۔ اس طرح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی دو ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ معراج والی حدیث میں ان کا حلیہ ایک مرد گندم گون دراز قد جعد یعنی گھنگر والے بالوں والا مذکور ہے۔ اور ذکر الانبیاء میں جو حدیث ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک مرد ہیں مضطرب رجل الشعر یعنی وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہیں اور نہ بہت گھنگر والے ہوں۔

دوسری حدیث جو ابن عباسؓ سے ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ دیکھا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج میں ایک مرد گندم گوں دراز قد جعد یعنی ایک روایت میں رجل الشعر آیا ہے اور دوسری میں جعد۔ کیا اس اختلاف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام دو ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر اختلاف حلیہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی دو نہیں ہیں اور اسی شک کے دور کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت عروہ بن مسعودؓ سے فرما دی ہے۔ تاکہ شک نہ رہے کیونکہ گندم گوں رنگ کبھی احمر دکھائی دیتا ہے جبکہ انسان عین صحت اور خوشی کی حالت میں ہو۔ اور جب طبیعت غم اور فکر میں ہو تو سرخی سفیدی مائل ہو جاتی ہے اور ایسا ہی بال بھی کبھی لمبے ہوتے ہیں اور کبھی گھنگر والے اس لئے شک مٹانے کے واسطے حضرت مخبر صادق ﷺ نے مشابہت فرما دی کہ عروہ بن مسعودؓ سے مسیح علیہ السلام کی مشابہت تھی۔ جس بخاری کا حوالہ دیتے ہو اسی بخاری نے نزول عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جو بتایا ہے وہ عیسیٰ بن مریم کون تھا۔ اب جو آپ مدعی ہیں کہ آنے والے مسیح غیر عیسیٰ بن مریم ہے تو آپ بتائیں کہ اس کی مشابہت کس سے ہے۔ اور شب معراج میں جس عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت سے کہا تھا کہ میں دجال کو قتل کرنے آؤں گا۔ وہ تو اسرائیلی نبی تھا۔ پس نزول بھی اسرائیلی نبی کا ہوگا۔ مرزا قادیانی تو کبھی مکے بھی نہ گئے تھے۔ ان کا طواف کرنا غلط ہے۔

سوال ۱۲..... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ مسیح کے بارے میں پہلے بھی اختلاف رہا ہے۔ اور امام مالکؒ جیسا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عظیم الشان امام آپ کی وفات کا قائل ہے اور مسلمانوں کو حکم نہیں ہے کہ جب تنازعہ ہو تو اللہ اور اس کے رسول یعنی قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرو؟

الجواب..... بیشک یہ سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات علی الصلیب کے بارے میں مسیحی حضرات کا اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیئے گئے اور تین دن تک مرے رہے اور پھر زندہ کر کے اٹھائے گئے، جیسا کہ اناجیل مروجہ میں ہے اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ تو یہود کے ہاتھ آئے اور نہ صلیب دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ اور انہیں کا نزول اصالتاً قرب قیامت میں ہوگا۔ جیسا کہ انجیل برنباس میں ہے۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ ایک شخص بھی اس بات کا قائل نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر پھر زندہ ہو کر نہیں اٹھائے گئے اور کشمیر میں مدفون ہیں۔ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے کہ فوت ہو کر پھر زندہ کیے گئے اور آسمان پر اٹھالئے گئے۔ یہ امام مالکؒ پر افتراء ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے اور اصالتاً نزول کے منکر تھے۔ کوئی ثبوت ہے تو پیش کرو کہ امام مالک مثیل مسیح کے نزول کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ کوئی مثیل مسیح نزول کرے گا اگر کوئی ثبوت ہے تو آپ بتادیں۔

ہم کہتے ہیں کہ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے چنانچہ تمام مالکی مذہب کے امام اور مجتہد اصالتاً نزول کے قائل ہیں اور اصالتاً نزول بغیر حیات مسیح کے نہیں ہوسکتا۔ پس امام مالکؒ مسیح کی تین دن کی موت کے قائل تھے۔ پس اجماع امت اسی پر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا نزول زندہ ہیں اور خدا تعالیٰ کو اختیار ہے کہ جس کو جب تک چاہے زندہ رکھے۔ حدیث میں کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ بیل کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ جس قدر بال تیرے ہاتھ کے نیچے آئیں گے۔ اسی قدر تم کو عمر دراز دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موت، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ پھر ابھی موت آجائے۔ (مشکوٰۃ ذکر الانبیاء)

آپ (مرزائی صاحبان) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درازی عمر سے کیوں کر گھبراتے ہیں۔ وہ قادر مطلق "علیٰ کل شئی قدیر" اس پر قادر ہے کہ جس کو جس قدر عمر دینا چاہے دے سکتا ہے۔ عوج بن عنق کی عمر تین ہزار سال کے قریب تھی۔ (مطلع العلوم ص ۳۰۸ مطبوعہ نولکشور)

وفات عیسیٰ علیہ السلام میں اختلاف صرف اس بات کا ہے کہ تین دن مرا رہا یا سات ساعت مرا رہا یا تین ساعت مرا رہا۔ مگر پھر زندہ ہو کر آسمان پر صعود کر گیا۔ صعود کرنے اور تا نزول

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

زندہ رہنے میں کسی کا اختلاف نہیں ایک شخص تو بتاؤ کہ جس کا مذہب یہ ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ ان کا نزول نہ ہوگا اور ایک شخص امت محمدی میں سے عیسیٰ بن مریم ہوگا۔

مگر واضح رہے کہ کاذب مدعیان مسیحیت کی سند آپ پیش نہیں کر سکتے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی مسیحیت منوانے کی خاطر جھوٹ لکھا ہوگا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی مسیح کی وفات فقط اس لئے ثابت کرتے ہیں کہ خود اس کے گدی نشین بن کر مسیح کہلائیں۔ ہاں سلف صالحین میں سے صحابہ کرام تابعین تبع تابعینؒ میں سے کوئی ایک شخص تو بتاؤ جس نے کہا ہو کہ مسیح فوت ہو گئے۔ ان کا اصالتاً نزول نہ ہوگا۔ اور کوئی محمد ﷺ کا امتی مسیح موعود بن کر نبوت اور رسالت کا مدعی ہوگا۔ اور وہی سچا ہوگا۔ کیونکہ مسیح موعود کے واسطے نبی اللہ ہونے کی شرط ضروری ہے۔

ہم تو قرآن اور احادیث پیش کرتے ہیں اور آپ کا کلام خدا اور کلام رسول کے مقابل محالات عقلی اور خلاف قانون قدرت کے اعتراضات پیش کر کے قرآن اور احادیث پر ہنسی اڑاتے ہیں۔ بسم اللہ! آؤ قرآن اور احادیث سے فیصلہ کر لو۔ اگر اصالتاً نزول اور حیات مسیح حدیثوں اور قرآن سے ہم ثابت نہ کریں تو ہم جھوٹے ورنہ خدا تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔ سوچو کہ قیامت کے دن خدا آپ کو پوچھے گا کہ تم نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے عوض غلام احمد بن غلام مرتضیٰ کو کیوں مسیح موعود تسلیم کیا تو آپ سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا اب وقت ہے کہ سچا راہ قبول کر لو۔

سوال ۱۳..... کیا قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کی جا سکتی ہے جس میں صراحت کے ساتھ مذکور ہو کہ حضرت عیسیٰ زندہ جسم آسمان پر اٹھائے گئے؟

الجواب..... قرآن مجید کی آیت "بل رفعه الله" سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اوّل! دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ جسم اور روح دونوں کی مرکبی حالت کا نام ہے۔ صرف روح کو عیسیٰ نہیں کہتے۔ اور اس آیت میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہے کہ یہودی کہتے ہیں ہم نے عیسیٰ بیٹے مریم کو مار ڈالا ہے۔ غلط ہے۔ نہ یہود نے اس کو قتل کیا اور نہ یہود نے اس کو صلیب دیا بلکہ خدا نے اس کو اپنی طرف اٹھا لیا اور بطور تاکید کے فرمایا۔ "وما قتلوه يقيناً" یعنی یقینی امر یہ ہے کہ وہ قتل نہیں ہوا یعنی فوت نہیں ہوا۔ اس کو اٹھا لیا اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حیات مسیح خود ثابت کر دی کہ عیسیٰ بیٹا مریم کا نازل ہوگا زمین پر ثم یموت پھر مرے گا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرا نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسی حدیث میں فرمایا "فیدفن معی فی قبری" یعنی بعد نزول فوت ہو کر میرے مقبرہ میں دفن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوگا۔ مولوی صاحب یہ تو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے کامل و قطعی ثبوت ہے۔ اگر آپ نہ مانیں تو قرآن اور حدیث کا فیصلہ آپ کو منظور نہیں۔ میری عقلی اور فلسفی دلیل یہ ہے کہ روح ایک جوہر لطیف ہے۔ اس کے اوپر کسی کی حکومت اور قبضہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں ہوسکتا۔ صرف روح کو یہود نہ تو پکڑ سکتے ہیں اور نہ صلیب دے سکتے ہیں۔ صلیب پر لٹکنے والی چیز جسم عیسیٰ علیہ السلام تھا جو کہ صلیب سے بچایا گیا اور اٹھایا گیا۔ یعنی جس چیز نے صلیب دیا جانا اور قتل ہونا تھا وہ جسم تھا نہ کہ روح اور اللہ تعالیٰ صلیب اور قتل کی تردید فرما کر کہتا ہے کہ عیسیٰ نہ قتل ہوا نہ صلیب دیا گیا۔ وہ اللہ کی طرف اٹھایا گیا۔ پس ثابت ہوا کہ جسم و روح دونوں حسب وعدہ "انی رافعك" اٹھائے گئے۔ جب جسم و روح دونوں کا اٹھایا جانا ثابت ہوا تو اظہر من الشمس ثابت ہوا کہ مسیح زندہ بجسد عنصری اٹھایا گیا۔ کیونکہ قتل و صلب کا فعل جسم پر وارد ہوسکتا ہے اور جسم ہی قتل و صلب سے بچا کر اٹھایا گیا۔

تیسری دلیل! قرآن کریم میں حکم ہے کہ اگر تم کسی امر کو پورا پورا نہیں جانتے تو اہل کتاب سے دریافت کرو۔ اب چونکہ قرآن شریف نے "رفع الله اليه" فرمایا اور زیادہ تفصیل رفع کی نہیں فرمائی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم انجیل سے رفع کی کیفیت دیکھیں۔ کہ صرف روح کا رفع ہوا یا جسم و روح دونوں کا رفع ہوا۔ دیکھو انجیل لوقا باب ۲۴ آیت ۵۰ سے ۵۲ تک۔ "تب وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام انہیں وہاں سے باہر بیت عنا تک لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کے انہیں برکت دی اور ایسا ہوا کہ جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا۔ ان سے جدا ہوا اور آسمان پر اٹھا لیا گیا۔"

یہاں پر انجیل نے قرآن کی آیت "بل رفعه الله اليه" کی تفسیر کر دی ہے۔ یا یوں کہو کہ قرآن شریف نے انجیل کی ان آیات کی تصدیق فرما دی۔ یعنی اول انجیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بمعہ جسد عنصری اٹھایا جانا مذکور ہے اور قرآن نے بھی تصدیق فرما دی ہے۔ اب کسی مسلمان کا کام نہیں کہ انکار کرے۔ کیونکہ ہر ایک مسلمان سب سے پہلے اسی پر ایمان لاتا ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے اور کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاتا ہوں جیسا کہ "آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله" سب سے پہلی اسلامی تعلیم ہے اب کوئی نہ مانے تو اس کا اختیار ہے۔

سوال ۱۴..... "ما قتلوه وما صلبوه" سے یہ استدلال کہ فوت ہی نہیں ہوئے بالکل غلط ہے۔ کیونکہ کسی شخص کی نسبت یہ کہنے سے کہ وہ قتل نہیں ہوا یا صلیب پر نہیں مرا یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ مرا بھی نہیں (آگے چل کر مولوی صاحب تمسخر سے کہتے ہیں کہ) مزعومہ دوبارہ آمد اور آخر وفات پانے کے بعد بھی ان الفاظ سے یہی نتیجہ نکلے گا یا آیات منسوخ ہو جائیں گی۔ یا اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقت بھی لوگ اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کا نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں گے۔

الجواب..... جب قتل سے اور صلیب پر فوت نہیں ہوا تو زندہ رہنا ثابت ہے اور یہی ہمارا مقصود ہے اور آسمان پر جانا بحالت زندگی انجیل اور قرآن سے ثابت ہے تو اب بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ آسمان پر کب فوت ہوا اور فرشتوں نے ان کو کس آسمان پر دفن کیا اور کب جنازہ پڑھا گیا۔ زمین پر جو ان کی قبر ہونے والی ہے حسب فرمودہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں ہے جب وہ خالی ہے اور حاجی لوگ شہادت دیتے ہیں کہ ایک قبر کی جگہ درمیان قبور ابوبکرؓ عمرؓ کے ابتک خالی ہے تو اس سے بالبداہت حیات ثابت ہے۔ اگر فوت ہو چکا ہے تو کوئی آیت یا حدیث پیش کرو کہ مسیح فلاں تاریخ اور فلاں ملک میں فوت ہو کر مدفون ہے۔

مگر واضح رہے کہ جس طرح ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انجیل اور قرآن اور حدیثوں سے حضرت عیسیٰ کی زندگی ثابت کی ہے اسی طرح قرآن وحدیث سے آپ ان کی وفات ثابت کریں۔ اور جو تیس آیات مرزا قادیانی نے اور ساٹھ آیات مرزا خدا بخش نے عسل مصطفیٰ میں لکھی ہیں ایک بھی ظاہر نہیں کرتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ ان تمام آیات سے موت کا لازم ہونا ثابت ہوتا ہے جس کو تمام مسلمان مانتے ہیں کہ بیشک "کل نفس ذائقة الموت" حق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ضرور فوت ہوں گے۔ اور خدا تعالیٰ عمر دراز دینے سے عاجز نہیں۔ نظیریں موجود ہیں کہ آدم اور نوح علیہم السلام اور عوج بن عنق کو اس قدر عمریں دراز دیں کہ آج کل محالات میں سے ہیں۔ یعنی حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کی عمریں قریب ایک ایک ہزار سال اور عوج بن عنق کی عمر دو ہزار سال سے اوپر تھی۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تا نزول زندہ رہنا خدا تعالیٰ کی لامحدود قدرت کے آگے مشکل اور محالات سے نہیں۔ جب قرآن، حدیث اور انجیل مسیح کو زندہ بتاتے ہیں تو آپ کا کوئی منصب نہیں کہ اپنے قیاس سے ان کا رد کریں اور فلسفیوں کی پیروی میں آسمانی کتابوں اور احادیث نبوی سے انکار کریں۔

باقی رہا مولوی صاحب کا یہ اعتراض کہ بعد نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ آیت قرآن منسوخ ہو گی یا پھر بھی مسیح زندہ مانا جائے گا۔ اس کا جواب دینے سے پہلے مجھے تعجب آتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب جب ایم اے اور مفسر و مدرس قرآن اور یہ اعتراض؟ پہلے ہم پوچھتے ہیں کہ مولوی صاحب نے "یأتی من بعدی اسمه احمد" قرآنی آیت کو منسوخ کر کے قرآن سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خارج کر دیا ہے؟ کیونکہ وہ رسول تو آ گیا پھر یہ آیت قرآن میں کیوں ہے؟ بہت سی آیات قرآن میں اس قسم کی ہیں کہ ان کی تعمیل ہو چکی ہے۔ مگر قرآن میں موجود ہیں۔ مثلاً مریم علیہ السلام کو جو ولادت مسیح کی بشارت دی گئی تھی تو ولادت مسیح کے بعد قرآن سے وہ آیت نکالی گئی ہے؟ اور روم کے مغلوب ہونے کے بعد قرآن سے غلبت الروم نکالی گئی؟ آدم وحوا وابراہیم وموسیٰ وغیرہم انبیاء کے قصے قرآن سے نکالے گئے؟ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قصہ نکالا جائے گا؟ افسوس ایسے اعتراض پر۔ پس جو جواب مولوی صاحب کا ہوگا وہی ہمارا ہوگا۔

سوال ۱۵..... کیا صلیب کے معنی لغت عرب کی سب سے بڑی کتاب تاج العروس اور لسان العرب میں یہ نہیں لکھے کہ صلب جان سے مارنے کا مشہور طریق ہے۔

الجواب..... یہ حوالہ تو آپ کے مدعا کے برخلاف ہے۔ کیونکہ صلب کے معنی جان سے مارنا ہے۔ اور قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت صلب کی نفی کی ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مارے نہیں گئے۔ جب مارے نہیں گئے تو زندہ ہیں۔ اور یہی مقصود تھا۔ "والحمد للہ"

سوال ۱۶..... "ولکن شبہ لھم" میں ضمیر شبہ میں مضمر ہے وہ حضرت عیسیٰ کی طرف جا سکتی ہے۔ اور اس کے یہ معنی کہ کوئی شخص مسیح کا ہم شکل بنایا گیا بالکل غلط ہے؟

الجواب..... شبہ کی ضمیر تو اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے جیسا کہ مفسرین کا اتفاق ہے ان کے مقابل آپ کا کہنا کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ کیونکہ تفسیر بالرائے کفر ہے اور آپ رائے سے کہتے ہیں۔

جب انجیل برنباس میں صاف لکھا ہے کہ "پس اے برنباس معلوم کر ایسی وجہ سے مجھ پر اپنی حفاظت کرنا واجب ہے۔ اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس سکوں کے ٹکڑوں کے بالعوض بیچ ڈالے گا اور اس بناء پر مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھالے گا اور بے وفا کی صورت بدل دے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک اس کو یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں۔" (انجیل برنباس فصل ۱۱۲ آیت ۱۳، ۱۴، ۱۵)

چنانچہ یہودا اسکریوطی پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی اور وہ صلیب دیا گیا۔ اور یہ وہ انجیل ہے جسے مرزا قادیانی نے اصلی انجیل قبول کیا ہے تو آپ کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ اور تمام مفسرین کے برخلاف کس طرح ایک تیسری بات اپنی رائے سے کہہ سکتے ہیں۔ مفسرین نے اناجیل سے تمسک کر کے دو ہی قسم کی تفسیر کی ہے۔ ایک گروہ تو مسیح کے صلیب دیئے جانے اور پھر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تین دن کے بعد زندہ ہو کر اٹھائے جانے کا قائل ہے جو اناجیل اربعہ سے تمسک کرتے ہیں۔ اور دوسرا گروہ بموجب تحریر انجیل برنباس کے مسیح کو بغیر صلیب کے صحیح وسلامت آسمان پر اٹھائے جانے کا مذہب رکھتے ہیں۔ یہ تیسرا مذہب کہ مسیح صلیب دیئے گئے اور جان نہ نکلی مرزا قادیانی اور آپ نے کہاں سے لیا ہے۔ جب تک کوئی سند شرعی نہ ہو قابل تسلیم نہیں۔

سوال ۱۷..... کیا یہ سچ نہیں کہ "رافعك الیّ یا رفعه الله الیه" سے یہ نتیجہ نکالنا ہے کہ مسیح زندہ معہ جسد عنصری آسمان پر چلا گیا خلاف لغت وخلاف قرآن ہے۔

الجواب..... رفعه کے معنی بلند کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ یہ آپ نے غلط فرمایا ہے کہ رفع کے معنی خلاف قرآن ہے اور قرآن میں ہمیشہ جس جگہ رفع کا استعمال ہوا ہے۔ رفع روحانی مراد ہے۔ رفع کے معنی قرآن میں ہمیشہ رفع روحانی اور علو درجات کے نہیں ہیں۔ دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "ورفع ابویه علی العرش (یوسف:۱۰۰)" یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے تخت کے اوپر اٹھایا۔ دوسری جگہ قرآن میں "ورفعنا فوقکم الطور" یعنی "تمہارے سروں پر طور کو اٹھایا۔"

کیا یہاں بھی رفع کے معنی یہ کرو گے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین کا رفع روحانی ہوا تھا؟ اور حضرت یوسف علیہ السلام کے والدین فوت ہو کر یوسف علیہ السلام کے تخت پر بیٹھے تھے اور پہاڑ کا رفع بھی بنی اسرائیل کے سروں پر رفع روحانی تھا۔ یعنی پہاڑ کی جان نکال کر خدا نے بنی اسرائیل کے سروں پر کھڑی کی تھی۔

پس مندرجہ بالا قرآن کی آیات سے ثابت ہے کہ رفع کے معنی مع جسم اٹھانے کے بھی ہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کی نسبت روحانی رفع خیال کرنا مفصلہ ذیل دلائل سے غلط ہے۔

۱..... جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی موت کے سامان دیکھے اور صلیب کے عذاب ایسے سخت تھے کہ ایک نبی اللہ کو دیئے جانے خدا اور اس کے رسول کی تذلیل تھی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ یہ پیالہ عذاب مجھ سے ٹال دے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "انی متوفیك ورافعك" یعنی اے عیسیٰ میں تجھ کو صلیب کے عذابوں سے بچانے کی خاطر حفاظت میں لیکر اپنی طرف اٹھالوں گا۔ اور پاک کروں گا یہود کی صحبت سے۔

اب اس موقع پر اگر روح کا اٹھانا مراد لیں تو بالکل غلط ہے۔ کیونکہ روح کو نہ تو صلیب دی جاسکتی ہے اور نہ کوئی صلیب کا عذاب روح کو دے سکتا ہے۔ پس حفاظت جسمانی کے واسطے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دعا تھی اور اس کی تسلی کے واسطے رافعک فرمایا گیا جس سے جسمانی رفع لازم ہے نہ روحانی۔ اور "مطھرك" کا قرینہ موجود ہے۔ یعنی یہود کی خطرناک صحبت سے تم کو پاک کروں گا۔

۲..... اگر روحانی رفع مراد لیں تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک ہے کہ اس کو اپنے رفع روحانی میں شک تھا جب ایک اولوالعزم پیغمبر کو اپنے رفع روحانی میں شک ہو تو پھر امت کا رفع کیوں کر ہو سکتا ہے؟ روحانی رفع تو ہر ایک مومن کا ہوتا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کو اپنے رفع روحانی کے واسطے دعا کرنی بالکل فضول اور غلط ہے۔

۳..... جب رفع روحانی ہر ایک مومن کی ہوتی ہے تو قرآن مجید کا فرمانا فصاحت و بلاغت کے خلاف ہے کہ ماحصل کا وعدہ کرے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جس کا رفع روحانی پہلے ہی سے حاصل تھا قرآن مجید کا یہ فرمانا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھے رفع روحانی دوں گا بالکل خلاف فصاحت قرآن ہے۔ اور نیز یہ ثابت ہوگا کہ رفع روحانی کسی پیغمبر کا نہیں ہوا۔ سوائے عیسیٰ اور ادریس علیہم السلام کے۔ اور یہ غلط عقیدہ ہے۔

۴..... یہ وعدہ روحانی فطرت انسانی دعا اور تسلی سائل کے بالکل خلاف ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کی بے قراری صرف صلیب کے عذابوں کے باعث تھی نہ کہ وہ "نعوذ باللہ" موت سے ڈرتے تھے۔ خدا کو سوال کا جواب سائل کی تسلی کا دینے والا دینا چاہئے تھا۔ اور وہ یہی تھا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو سلامت رکھوں گا اور اپنی حفاظت میں لیکر اٹھالوں گا۔ کہ یہودی تجھ کو صلیب نہ دے سکیں گے۔ اور اگر خدا کہے کہ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ پہلے یہودیوں کے عذاب تجھ کو دیئے جائیں گے اور تجھ کو صلیب پر لٹکایا جائے گا۔ کوڑے پٹوائے جائیں گے۔ لمبے لمبے کیل تیرے اعضاء میں ٹھوکے جائیں گے۔ جن سے خون جاری ہوگا۔ ان عذابوں سے تیری جان بھی نہ نکلنے پائے گی تا کہ عذاب منقطع نہ ہو جائیں۔

اب کوئی عقل مند تسلیم کر سکتا ہے کہ یہ جواب خدا تعالیٰ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت کے مطابق ہے اور مہربانی ظاہر کرتا ہے؟ ہرگز نہیں! اس جواب سے تو ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہود کا طرف دار ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات صلیب پر نہ دے گا تا کہ عذاب سے نجات نہ پا جائے اور یہود ناراض نہ ہوں۔

رفع روحانی تسلیم کرنے میں اس قدر نقص ہیں۔ پس رفع جسمانی سے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت ہو سکتی تھی اور ہوئی۔ خیال تو کرو کہ ایک شخص بادشاہ کے حضور نالش کرتا ہے کہ حضور مجھ کو میرے دشمن صلیب دے کر مارنا چاہتے ہیں آپ میری امداد فرماویں۔ اس کے جواب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں بادشاہ کہتا ہے کہ "میں تجھ کو مارنے والا ہوں" کس قدر بے محل ہوگا۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا جواب کہ میں تجھے مارنے والا ہوں بے محل۔ حوصلہ شکن اور نامعقول ہے۔ پھر غور کرو کہ ایک مظلوم کہتا ہے "حضور ظالم لوگ مجھے مارتے ہیں" اور حضور بھی جواب دیں کہ میں تجھے مارنے والا ہوں کس قدر غلط جواب ہے۔

سوال ۱۸..... کیا یہ سچ نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کی حیات کے مسئلہ کی بنیاد توفیٰ یا وفات کے اس معنی پر منحصر ہے۔ کہ مع جسم ایک انسان کو کہیں لے جانا۔ حالانکہ توفیٰ کا لفظ کبھی بھی لغت عرب و قرآن شریف و حدیث میں اس معنے پر نہیں بولا گیا۔

الجواب..... توفیٰ کا مادہ وفا ہے۔ اور وفا کے معنی پورا لینے اور قبضہ کرنے کے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں متوفیك کے معنی پورا پورا لے لینے اور قبضے میں کر لینے کے ہیں۔ کیونکہ اگر جسم کو چھوڑ کر روح کو قبض کیا جاوے تو یہ "اخذ شئی وافیا" نہیں۔ "اخذ شئی وافیاً" اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ سب اجزاء شے کے قبضہ میں کر لئے جائیں۔

پس اگر خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو چھوڑ کر صرف روح کا توفی و رفع کرے تو یہ غلط ہے اور اس پر جملہ کتب لغات و تفاسیر کا اتفاق ہے کہ توفیٰ کے معنی "اخذ شئی وافیا" ہیں یعنی کسی چیز کا پورا پورا لے لینا اور موت بھی مجازاً توفیٰ کی ایک قسم ہے۔ حقیقی معنی توفیٰ کے موت نہیں۔ قرآن میں ہے "ثم توفیٰ کل نفس ما کسبت (آل عمران:۱۶۱)" دیکھو کہ توفیٰ کے معنے پورا پورا دینے کے ہیں نہ کہ موت کے۔

سوال نمبر ۱۹..... کیا "توفاہ اللہ" کے معنے لغت کی کتابوں میں قبض نفس یا قبض روح لکھے ہیں یا نہیں۔ اللہ کا انسان کو توفیٰ دینا؟

الجواب..... یہ غلط ہے کہ انسان کو اللہ کا توفیٰ دینا ہمیشہ قبض نفس قبض روح کے لئے آتا ہے۔ بلکہ دیگر معنوں میں بھی آتا ہے۔ دیکھو "ثم توفیٰ کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون" یہاں توفیٰ کا لفظ ہے مگر معنی قبض نفس و روح کے ہرگز نہیں۔ یہاں پورا پورا صلہ دینے کے معنی ہیں۔ توفیٰ کے معنی قبض شئی وافیا ہیں اور "والموت نوع منه" یعنی توفیٰ کے حقیقی معنی کسی چیز کو اپنے قبضہ میں کر لینے کے ہیں اور موت بھی توفیٰ کی ایک مجازی قسم ہے۔ کیونکہ توفیٰ کا مادہ وفا ہے اور وفا کے معنی موت کے ہرگز نہیں۔ "اوفوا بعھدی اوف بعھدکم" کے کیا معنی کرو گے اور "الکریم اذا وعد وفا" کے کیا معنی کرو گے کہ سخی اپنے وعدہ کو مار دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ کہ: "پورا کرتا ہے۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سوال ۲۰..... کیا آیت "فلما توفیتنی (مائدہ:۱۱۷)" (مائدہ آیت ۱۱۷) یہ ثابت کرتی ہے کہ نہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد عیسائیوں کا عقیدہ بگڑا۔ اگر نہیں تو آنحضرت ﷺ کا اس آیت کی تفسیر ان الفاظ سے کرنا کہ جب میرے بعض صحابی پکڑے جائیں گے اور اللہ فرمائے گا کہ تیرے بعد وہ بگڑے تو میں یہ کہوں گا: "کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم" یہ وہی الفاظ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ غلط ٹھہرے گا یا نہیں۔ حالانکہ یہ تفسیر بخاری میں ہے۔

الجواب..... یہ سچ ہے کہ عیسائیوں کا عقیدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بگڑا۔ مگر یہ غلط خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعدیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے ہوئی۔ کیونکہ بعدیت کے واسطے ضروری نہیں کہ موت ہی سے ہو کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک شخص ولایت یا ایک شہر سے غیر حاضر و بعید تو ہو جاتا ہے۔ مگر مرتا نہیں زندہ رہتا ہے۔ مثلاً ایک شخص ولایت سے لاہور چلا آوے تو بعدیت تو واقع ہو جاتی ہے لیکن وہ زندہ رہتا ہے۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا بعدیت تو واقعہ کرتا ہے مگر موت کا مستلزم نہیں کہ ضرور مر کر ہی اپنی امت سے ان کو علیحدگی و بعدیت ہوئی۔ کیونکہ زندگی میں بھی بعدیت ہوتی ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ "جب تک میں ان میں رہا اس پر شاہد تھا اور جب تو نے مجھ کو ان کی نظروں سے غائب کر دیا تب تو ہی ان پر نگہبان تھا۔" یہ بالکل سچ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب زمین سے آسمان پر اٹھائے گئے تو پھر زمین والوں کے شاہد حال کس طرح نہیں ہو سکتے تھے۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اس دنیا میں اگر ایک شہر سے دوسرے شہر میں کوئی چلا جائے تو اس کو اس شہر کے باشندوں کی کچھ خبر نہیں رہتی۔ بلکہ ایک محلہ والوں کی دوسرے محلہ والوں کو خبر نہیں رہتی۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بعد رفع اپنی امت کی نگہبانی نہیں کر سکتے تھے اور یہ ان کا کہنا بجا ہوگا کہ جب میں ان میں نہ تھا تو ان کے بگڑنے کا ذمہ دار نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جنہوں نے "متوفیك" کے معنی "ممیتك" کے کیے ہیں وہی "فلما توفیتنی" کے معنی "رفعتنی" کرتے ہیں۔ جس سے آپ کا تمام استدلال غلط ہو جاتا ہے کیونکہ آسمان پر جانے کی حالت میں وہ امت کے گواہ نہیں ان کے بعد امت بگڑی۔ ہم بھی مانتے ہیں کہ ان کے رفع کے بعد امت بگڑی۔ مگر یہ کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ ان کے بعد امت کا بگڑنا ان کی وفات قبل از نزول کی دلیل ہے۔ کوئی دلیل ہے تو پیش کرو۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باقی رہا آپ کا اس حدیث سے تمسک کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بھی ایسا ہی کہوں گا جیسا کہ عبد الصالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام کہے گا۔ کہ جب تک میں ان میں تھا ان کا نگہبان تھا۔ جب آپ نے مجھ کو وفات دی تو آپ ان کے نگہبان تھے۔ یہ بیان آنحضرت ﷺ کا صرف غیر حاضری کے عذر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس حدیث کا صرف یہ مطلب ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی غیر حاضری کا عذر کریں گے۔ میں بھی اپنی غیر حاضری کا عذر کروں گا۔ نہ کہ وہی الفاظ کہوں گا جو کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہے ہوں گے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوگا "أ انت قلت للناس اتخذو نی و امی الھین (مائدہ:۱۱۶)" یعنی اے عیسیٰ تم نے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود بناؤ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے ان کو وہی کہا ہے جو تو نے فرمایا۔ یعنی اللہ جو تمہارا معبود ہے اسی کی عبادت کرو اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب اور الفاظ ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے امتِ محمدی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اور نہ ان کی والدہ کو خدا اور معبود یقین کرتی ہے۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا یہ جواب ہرگز نہ ہوگا جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ بدعتی ہوں گے۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا طریقہ نکالا اور مسائل دین کو بدلا یہ مرتد ہوئے اس لئے حضرت صرف یہ فرمائیں گے کہ یہ لوگ میرے بعد بگڑے بعدیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ اشتراک رکھتے ہیں جو کہ غیر حاضری ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی قسم کا ہے۔ بالکل غلط ہے۔

کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کا توفیٰ نہایت کامیابی اور اقبال مندی سے طبعی موت سے ہوا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا توفیٰ رفع آسمانی سے ہوا۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ حدیث میں لفظ "ماقال عبدالصالح" نہیں ہے۔ "کما قال عبدالصالح" ہے۔ کما صرف تشبیہ ہے اور یہ کبھی نہیں ہوتا کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مماثلت تامہ ہو صرف وجہ شبہ میں اشتراک ہوا کرتا ہے۔ مثلاً اگر زید کو شیر سے تشبیہ دی جائے تو ضروری نہیں کہ زید ہر ایک جہت سے شیر ہو جاوے اور اس کی دم اور پنجے بھی نکل آویں۔

صرف وجہ شبہ یعنی قوت میں اشتراک جزوی ہوگا ایسا ہی کما قال عبدالصالح میں وجہ شبہ غیر حاضری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ جو جو الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میں بھی وہی کہوں گا۔ کیونکہ جب سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام والا حضرت محمد ﷺ سے نہ ہوگا تو جواب بھی حضرت عیسیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علیہ السلام والا محمد ﷺ کی طرف سے نہ ہوگا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ما قال نہیں فرمایا بلکہ کما قال فرمایا ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی مانند کہوں گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ جو کچھ عیسیٰ علیہ السلام کہے گا میں بھی وہی کہوں گا۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی (انجام آتھم ص ۳۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۹ حاشیہ) پر بحوالہ ڈریپر صاحب قبول کر چکے ہیں۔

"عیسائی مذہب تین سو برس کے بعد بگڑا" تو اس منطقی دلیل سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین سو برس تک زندہ رہنا ثابت ہوا۔ کیونکہ شکل منطق یوں ہوگی۔ عیسائیوں کا بگڑنا دلیل ہے وفات مسیح کی۔ مگر چونکہ تین سو برس تک عیسائی نہیں بگڑے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تین سو برس تک نہ فوت ہوئے۔ جب فوت نہ ہوئے تو زندہ رہے۔ کیونکہ تین سو برس تک عیسائی نہیں بگڑے۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ مسیح تین سو برس تک زندہ رہا اور قرآن کی آیت "یا عیسی انی متوفیك" کہ اے عیسیٰ میں تیرے مارنے والا ہوں۔ وعدہ ہے جس کو مرزا قادیانی مانتے ہیں۔

تو قرآن سے ثابت ہوا کہ زمانہ نزول قرآن بلکہ اس آیت کے نزول تک مسیح نہیں مرا۔ کیونکہ اگر مر گیا ہوتا تو قرآن شریف وعدہ کے رنگ میں متوفیك نہ فرماتا بلکہ "ان عیسیٰ مات" فرماتا۔ مگر چونکہ وفات کا وعدہ فرمایا جس کو مرزا قادیانی بھی وعدہ وفات تسلیم کرتے ہیں تو ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام چھ سو برس تک تو فوت نہیں ہوئے تھے۔ پس یا تو متوفیك کے معنی کہ میں تیرے مارنے والا ہوں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص ۵۹۸، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲) میں کئے ہیں غلط ہیں یا اس آیت کے نزول تک عیسیٰ زندہ رہے۔

دو گونہ رنج و ملال است جان مجنوں را
بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

دونوں صورتوں میں حیات مسیح ثابت ہے۔ جس سے ایک سو بیس برس کی عمر پا کر مسیح کا فوت ہونا اور کشمیر میں مدفون ہونا غلط ثابت ہوا کیونکہ تین سو برس تک تو مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ عیسائی نہیں بگڑے تھے۔ پس یہ منطق مرزائیوں کا غلط ہے کہ عیسائیوں کا بگڑنا وفات مسیح کی دلیل ہے۔

اگر کوئی عیسائی اعتراض کرے کہ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کوڑے پڑوائے گئے اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طمانچے مارے گئے۔ صلیب کے عذاب دیئے گئے۔ اور صلیب پر اس کی جان نکلی تھی جیسا کہ انا جیل میں ہے کہ یسوع نے بڑے زور سے چلا کر جان دی اور اس کا توفیٰ وقوع میں آیا اس طرح نعوذ باللہ حضرت محمد ﷺ کا توفیٰ ہوا ہوگا اور یہی آپ کی دلیل پیش کرے کہ جیسا مسیح "فلما توفیتنی" کہے گا۔ تو ثابت ہوا کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی تھا۔ تو مولوی صاحب بتادیں کہ اس عیسائی کو وہ کیا جواب دیں گے؟ آیا ایسی تذلیل اور عذاب جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہوئے۔ ویسے ہی حضرت خلاصہ موجودات افضل الرسل ﷺ کے واسطے ہونے قبول کریں گے یا اپنی اس دلیل کی اصلاح کریں گے کہ دونوں کا توفیٰ ایک ہی قسم کا نہ تھا۔

تمت

دیوبند کے علمائے اسلام اور قادیانی چالیں

جیسا کہ مرزا قادیانی کا طرز عمل یہ تھا کہ پہلے زور وشور سے مخالفین کو مناظرہ ومباہلہ کے واسطے للکار کر ایسے پرزور اور شاعرانہ لفاظی اور مبالغہ آمیز الفاظ میں بلاتے کہ کوئی سمجھے کہ آپ ضرور بحث کے لئے تیار ہیں اور شرائط ومباحثہ ومباہلہ ایسے طریق پر مکمل کر کے لکھتے ہیں کہ گویا سچ مچ بحث کے لئے آمادہ ہیں مگر جب مخالفین کی طرف سے قبول دعوت بحث کا جواب جاتا تو پھر اپنی ہی تردید کر کے حیلہ سازی سے ٹال دیتے۔ جس سے ثابت ہو چکا ہے کہ ان کا اس للکار اور دعوت سے صرف اپنے مردوں کو قابو میں رکھنا منظور ہوتا تھا نہ کہ تحقیق حق۔

جیسا کہ انہوں نے حضرت علامہ خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ (دامت برکاتہم) کے ساتھ کیا تھا کہ پہلے خود ان کو دعوت مناظرہ ومباہلہ دی اور زعم یہ تھا کہ پیر صاحب میرے مقابلہ پر نہ آئیں گے۔ خوب دل کھول کر شرائط مناظرہ ومباہلہ لکھیں اور یہاں تک لکھ دیا کہ جو فریق لاہور میں نہ آوے اس کی گریز سمجھی جائے گی۔ مگر خدا کی شان جب پیر صاحب لاہور میں تشریف لائے تو مرزا قادیانی گھر سے نہ نکلے۔ ہر چند حضرت شاہ صاحب کی طرف سے اشتہار پر اشتہار اور نوٹس پر نوٹس دیا گیا مگر "صدائے برنخواست" کا مضمون صادق آیا۔ جب حضرت شاہ صاحب تمام لاہور کو گواہ کر کے ایک معقول عرصہ انتظار کرنے کے بعد واپس چلے گئے تو مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کی تسلی کے واسطے اشتہار دے دیا کہ: "چونکہ مجھ کو لاہور میں جانے سے خطرۂ جان ہے اور پیر صاحب کے ساتھ سرحدی پٹھان تھے۔ اس لئے میں لاہور نہ گیا۔ یہ صرف رکیک عذر اپنے قابو یافتگان کی خاطر کیا گیا۔ ورنہ گورنمنٹ انگریزی کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عہد حکومت کوئی کسی کو قتل نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ مجمع عام ہو اور اس جرم کا ارتکاب ہو۔

مرزا قادیانی کے اس عذر سے عقلمند تاڑ گئے تھے کہ:

زاہد نداشت تاب وصال پری رخاں
کنجے گرفت وترس خدا بہانہ ساخت

یہ صرف بہانہ تھا۔ ورنہ مثل مشہور ہے کہ سانچ کو آنچ نہیں۔ اگر اپنے دعاوی میں سچے ہوتے اور اہل علم کے سامنے اپنے دعاوی نصوص شرعی سے ثابت کر سکتے تو ضرور لاہور آتے۔ لیکن نہ آنا تھا نہ آئے۔

وہی چال یا سنت اب مرزا قادیانی کی امت (مریدوں) میں جاری ہے۔ پہلے اشتہار تو بڑے زور وشور سے دے دیتے ہیں۔ مگر جب آگے سے تیار پاتے ہیں تو بات ٹالنے کے لئے وہی ناممکن القبول شرائط پیش کرنے لگتے ہیں۔ آمدم برسر مطلب۔

اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۸ء میں زیر عنوان "کیا علمائے دیوبند ہم سے مباہلہ کریں گے، علمائے دیوبند کو دعوت مناظرہ ومباہلہ دی۔" جس کا مطلب صاف تھا کہ پہلے مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ سے اور متنازعہ کا تصفیہ نہ ہو تو پھر بعد تصفیہ شرائط مباہلہ ہوگا۔ الفضل کی عبارت ہے۔

"ان کا یعنی علمائے دیوبند کا کوئی زعیم اپنے دلائل جو ہماری تردید میں رکھتا ہے سنا دے اور پھر ہمارا جواب سنے۔ اس کے بعد پھر بھی اگر اسے یقین رہے کہ سلسلہ احمدیہ خدا کی طرف سے نہیں بلکہ اس کا امام (نعوذ باللہ) مفتری اور کذاب اپنے دعوے میں غیر مصدق تھا۔ تو ہم سے حسب سنت رسول اللہ ﷺ بعد تصفیہ شرائط مباہلہ کر لے۔"

جس کا جواب علمائے دیوبند کی طرف سے اشتہار نمبر ۲ مورخہ ۱۸ ربیع الثانی دیا گیا کہ:

"نہایت صدق واخلاص اور متانت کے ساتھ اولاً اس بات کا فیصلہ کر لیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جن کو آپ نے (معاذ اللہ) خدا کا برگزیدہ نبی لکھا ہے۔ وہ فی الواقعہ ایسے ہی تھے یا جیسا کہ ان کے مخالف کہتے ہیں۔ وہ ایک مفتری اور کذاب شخص تھا۔ اور اگر بعد مناظرہ بھی نمایاں طور پر حق واضح نہ ہو تو پھر آخری صورت مباہلہ ہے جو اسی وقت کسی میدان میں عمل آئیگا۔

مرزائیوں نے جب دیکھا کہ علمائے دیوبند مناظرہ ومباہلہ کے واسطے تیار ہیں تو اپنے اشتہار مورخہ ۲۶ ربیع الثانی میں جھٹ لکھ دیا کہ: "افسوس علمائے دیوبند نے بجائے مباہلہ کی طرف آنے کے اس سے ہٹ کر مناظرہ کی طرح ڈالی ہے۔" جس کو پڑھ کر علمائے دیوبند نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اشتہار نمبر۳ میں مرزائی دروغ بیانی ثابت کر کے جماعت مرزائیہ کی بخوبی قلعی کھول دی ہے۔

(دیکھو اشتہار علمائے دیوبند مورخہ ۲۸ ربیع الثانی مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۱۹ء)

لہٰذا ہم علمائے دیوبند کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ قادیانی جماعت میں سے کوئی ایک بھی اصل بحث پر مناظرہ نہ کرے گا۔ یہ ہماری پیش گوئی لکھ رکھیں۔ صرف شرائط کے تصفیہ میں وقت ضائع کر کے بیٹھ جائیں گے۔ بلکہ اپنی فتح کا اشتہار دے دیں گے جیسا کہ ان کا مرشد اور وہ ہمیشہ کرتے رہے۔ جس طرح الفضل (مرزائی اخبار) خود ہی لکھ رہا کہ مناظرہ کے بعد مباہلہ ہوگا۔ پھر خود ہی اس سے روگرداں ہوا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مقابلہ میں مباحثہ سے پہلوتہی کی تھی۔ یہ ایک نہایت معمولی چال یا سنت قادیانی ہے۔

مرزا قادیانی بے چارہ ایک ہی مرید دہلوی کہیں بھولے بھٹکے اس قادیانی سنت کے برخلاف بمقام لدھیانہ مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر سے شرطیہ مناظرہ کر بیٹھا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو دنیا کو پہلے ہی سوجھ گیا تھا۔ یعنی یہ مرزائی صاحب شرطیہ مناظرہ میں مولوی صاحب موصوف سے ہار گئے اور شکست فاش کھائی۔ کئی سو روپیہ شرط کا ادا کرنا پڑا جس کا اب تک ان کو درد ہوگا۔

پھر مرزائی علمائے اسلام سے کس برتے پر مناظرہ کریں۔ یہ فقط بیوقوفوں کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے وہ کبھی کبھی اشتہار بازی کر دیا کرتے ہیں کہ "ہم سے مناظرہ کرلو۔ ہم سے مباہلہ کرلو" وغیرہ حافظ نے سچ کہا ہے۔

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیر ما
چیست یاران طریقت بعد ازایں تدبیر ما

یہ ان کے پیر کی قدیم سنت اور طریقہ ہے کہ مخالف کو پہلے بحث کے واسطے بلانا۔ جب وہ تیار پایا جائے تو کہہ دیا کہ ہم کو الہام ہوا ہے کہ اس سے بحث مت کرو۔ یہ اشتہار بازی صرف سادہ لوحوں کے واسطے کی جاتی ہے کہ مبادا حق کی بات سن کر قابو سے نہ نکل جائیں۔ مباحثہ ومناظرہ تو رہا درکنار وہ تو انہیں اہل حق کی تحریر بھی نہیں دیکھنے دیتے اور یہ چال علمائے اسلام سے ہی نہیں بلکہ میاں محمود اور مولوی محمد علی صاحبان کے درمیان بھی یہی روش جاری ہے۔ اگر مرزائیوں نے علمائے اسلام دیوبند سے حسب تحریر خود مناظرہ کیا تو ہم اپنے اس خیال کو واپس لے لیں گے۔

لیکن لم یفعلوا ولن یفعلوا!

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari